© rasailojaraid.com

حدیث اور انکارِ حدیث

عبدالمنان معاویہ (الٰہ آباد)

دین اسلام چونکہ ابدی دین ہے۔اس لیے اس کا نظامِ حیات بھی ابدی ہے۔اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:
اِنَ الدِّیْنَ عِنْدَ اللہِ الْاِسْلَامُ o جب یہ بات یقینی ہے کہ اسلام ہی قیامِ قیامت تک رہنے والا دینِ واحد ہے تو اِسی کی حفاظت کا انتظام بھی تو قیامت تک کے لیے ہونا چاہیے۔جب اللہ جل مجدہ نے خود ہی ارشاد فرمایا کہ ”مجھے تمام ادیان سے دینِ اسلام پسند ہے۔“ تو خود ہی باری تعالیٰ نے اس دین حق کی حفاظت کا انتظام فرمایا۔قرآن مجید کی حفاظت کا ذمہ ان الفاظ میں لیا: اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحَافِظُوْنَ o اب غور فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حیاتِ انسانی کے تمام احکام نازل فرمائے۔ان کی مکمل تفصیل حدیثِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔آپ اسلام کے نظام زندگی کا مطالعہ فرمانے کے بعد دنیا کے تمام مذاہب کا بنظرِ غائر مطالعہ فرمائیں۔آپ کو ایسا جامع نظام حیات کہیں نہ ملے گا۔دنیا میں اس وقت جتنے بھی ادیان موجود ہیں، اُن کی کتب تحریف کے عمل سے گزر چکی ہیں اور نہ جانے یہ عمل پیشوایانِ قوم نے کتنی بار دہرایا ہوگا۔اس وقت دین اسلا ہی وہ واحد دین ہے جس میں ایک زبر یا زیر کی بھی کمی بیشی نہیں کی گئی۔(فاللّٰہ الحمد) ہر دور میں مختلف فتنے دین اسلام پر تیشہ زنی کرنے کے لیے بڑے زور وشور سے اٹھے لیکن الحمد للہ محافظانِ دین نے اُن کا بروقت تعاقب کیا۔جس کی وجہ سے وہ فتنے رفو ہو گئے۔قبل از تقسیم برصغیر میں ایک نیا فتنہ اٹھا۔آپ مجھے یہ کہنے کی اجازت دیجیے کہ ایک مردے کو نیا لباس پہنا کر خوشبوئیں لگا کر منظرِ عام پر لے آیا گیا۔ویسے غلامانِ مغرب نے گدھا پر شیر کی کھال چڑھانے کی کوشش کی ہے۔لیکن مسٹر چودھری غلام احمد پرویز سب سے بڑھ گئے اور اُن کا حلقہ بھی کافی وسیع ہے۔جناب ایک رسالہ ”طلوع اسلام“ کے نام سے نکالتے تھے جواب بھی اسی نام سے نکلتا ہے۔موصوف نے چند کتابیں بھی لکھی ہیں۔جن میں سے مشہور ومعروف یا بدنام زمانہ درج ذیل ہیں:

(۱) معارف القرآن (۲) مفہوم القرآن (۳) مطالب القرآن (۴) مقامِ حدیث (۵) معراجِ انسانیت (۹) انسانیت نے کیا سوچا (۷) اسلام کیا ہے؟ (۸) شعلہ مستور (۹) کتاب التقدیر (۱۰) شاہکار رسالت وغیرہ وغیرہ۔

چودھری غلام احمد پرویز کے ماننے والے جب بھی پرویز نام سنتے ہیں، فوراً کہہ دیتے ہیں کہ یہ چودھری صاحب سے متاثر ہو کر رکھا گیا ہے۔اب ہماری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ یہ نام (یعنی پرویز) چودھری صاحب سے متاثر ہو کر رکھا جاتا ہے یا خسرو پرویز ایرانی سے متاثر ہو کر، مثال کے طور پر جنرل پرویز مشرف صاحب اور چودھری پرویز الٰہی صاحب

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کے متعلق فرقہ پرویزیہ کے لوگ یہی کہتے ہیں کہ اِن دونوں حضرات کے والد پرویز صاحب سے متاثر تھے۔اس لیے اپنے بیٹوں کے نام کے ساتھ پرویز کالاحق کر دیا ہے۔واللہ اعلم۔

بہرحال جنرل پرویز مشرف صاحب کے کرتوت یہ ثابت کرتے ہیں کہ پرویزی فرقے کے لوگوں کی بات سو فیصد نہ سہی ننانوے فیصد درست ہے۔لیکن اس بحث سے کوئی سروکار نہیں۔ہم اس وقت یہ ثابت کرنے کی کوشش کریں گے کہ حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر انسان نابینا ہے۔وہ دین سے بہت دور ہے اور جو شخص حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حجت نہ مانے اُس کا دین اسلام سے کوئی سروکار نہیں۔

عزیزانِ من! ہمیں تو حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حرزِ جاں بنانا چاہیے تھا۔ہمارا تو اوڑھنا بچھونا قرآن وحدیث کو ہونا چاہیے تھا لیکن افسوس کہ ہم اِن دونوں سے دور ہوتے جارہے ہیں۔اگر حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتی تو مسلمان اسماء الرجال جیسے علم وفن کے بانی نہ بن سکتے۔اگر حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتی تو آج کے نفسانفسی کے دورِ بد میں مسلمان دین سے عاری اور بےعمل ہوتے۔ہمیں تو محدثین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا ممنون ہونا چاہیے تھا نہ کہ ہم اُن پر عجمی سازش کا لیبل چسپاں کر دیں۔

برادرانِ اسلام! آیئے سب سے پہلے تو ہم یہ دیکھیں کہ حدیث کسے کہتے ہیں:

حدیث کے لفظی معنی بات (Statement) اور گفتگو (Talk) کے ہیں۔علامہ جوہری صحاح میں لکھتے ہیں:

الحدیث الکلام قلیلہ و کثیرہ ۔حدیث بات کو کہتے ہیں جو مختصر ہو یا مفصل۔

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات بیان کے پہلو سے ذکر کی جائیں تو حدیث کہلاتی ہیں اور اُن روایات کی تحدیث کو (Transmission) ”آگے بیان کرنا“ کہتے ہیں۔عمل کے پہلو سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیمات کو سنت کہا جاتا ہے۔سنت عربی میں طریقے (Conduct) اور راہ (Path) کو کہتے ہیں۔

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات (قولی، فعلی اور تقریری) معرضِ بیان میں ہوں تو حدیث ہیں۔اور معرضِ عمل میں ہوں تو سنت کہلاتی ہیں۔حدیث میں بیان کی نسبت غالب ہے اور سنت میں عمل کی نسبت غالب ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب اس طریق کی نشاندہی کرتے تھے۔جس پر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں قائم کیا تو کہتے تھے۔من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امر کو ہمارے لیے راہِ عمل بنایا ہے اور جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بات نقل کرتے تو کہتے تھے:

حدثنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔”حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ہمارے لیے بیان کیا۔“

(آثار الحدیث جلد اوّل ص ۳۴، ۳۵، از مفکرِ اسلام ڈاکٹر علامہ خالد محمود زیدہ مجدہ)

حافظ جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں:

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

و أما الحدیث فأصله :ضدالقدیم ، وقد استعمل فی قلیل الخبر و کثیرہ لانہ محدث شیئاً فشیئاً

''یعنی حدیث قدیم کی ضد ہے اور حدوث سے ماخذ ہے۔اس کا اطلاق خبرِ قلیل اور خبر کثیر دونوں پر ہوتا ہے اور خبر ایک مرتبہ صادر نہیں ہوتی بلکہ شیئاً فشیئاً یعنی تدریجاً اس کا ظہور ہوتا ہے اور خبر ہونے کی یہ شان ہے۔''

حضورا کرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں موجود ہے۔اس کو اس لیے اس کو حدیث کہتے ہیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے بخاری کی شرح میں فرمایا ہے:

المراد بالحدیث فی عرف الشرع ،مایضاف اِلی النبی صلی اللہ علیہ وسلم و کأنہ اریدبہ مقابلۃ القرآن لأنہ قدیم یعنی عرف شرع میں حدیث وہ چیز ہے جو حضورا کرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہو اور جو چیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہوا ُسے قرآن کے تقابل کی وجہ سے جو کہ قدیم ہے' حدیث کہتے ہیں۔اس لیے کہ حضورا کرم صلی اللہ علیہ وسلم خود حادث ہیں تو اُن کا کلام بھی حادث ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ خود قدیم ہیں' اس لیے ان کا کلام بھی قدیم ہے۔

(کشف الباری عمافی صحیح بخاری۔جلداوّل،ص ۸،۹۔ازحضرت مولانا سلیم اللہ خان دامت برکاتہم)

ان دلائل و براہین سے آپ پر یہ بات واضح ہوگئی ہوگی کہ حدیث کسے کہتے ہیں۔حدیث سے کیا مراد ہے۔یہ بات بھی ذہن میں رکھیے کہ قول رسول سے مراد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات ہے۔فعل رسول سے مراد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل ہے۔

تقریر رسول سے مراد آنحضور کے سامنے کسی صحابیؓ نے کوئی عمل کیا' اُس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکوت فرمایا اور نکیر نہ فرمائی' اُسے تقریر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں۔

اس ابتدائی بحث کے بعد ہم قرآن وحدیث سے ثابت کریں گے کہ حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم دین میں حجت ہے اور حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرنے کا حکم باری تعالیٰ عزاسمہٗ نے دیا ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَ يُزَكِّيْكُمْ وَ يُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ يُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ (البقرۃ:۱۵۱)

''جیسا کہ تم لوگوں میں ہم نے ایک رسول بھیجا جو تم ہی میں سے ہے' وہ ہماری آیات پڑھ پڑھ کر تم کو سناتا ہے اور تمہاری صفائی کرتا ہے (یعنی تزکیۂ نفس) اور تم کو کتاب کی اور دانائی کی باتیں سکھاتا ہے اور تم کو ایسی باتیں تعلیم کرتا ہے' جن کی تم کو خبر بھی نہ تھی۔''

ان آیات میں اللہ رب العزت نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چار بڑی ذمہ داریوں کے متعلق بتایا ہے:

(۱)　ہماری آیات پڑھ کر تمہیں سناتے ہیں۔

(۲)　تمہارا تزکیہ نفس کرتے ہیں یعنی جہالت اور غلط رسوم ورواج اور باطنی بیماریوں سے تمہاری صفائی کرتے ہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(۳)　کتابِ الٰہی کی باتیں بتاتے ہیں۔

(۴)　دانائی کی باتیں سکھاتے ہیں۔

کتابِ الٰہی سے مراد قرآن مجید اور دانائی کی باتوں سے مراد حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ کیوں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بڑا دانا شخص کوئی آیا ہے نہ قیامت تک آئے گا۔ پس دانائی کی باتیں فرامین نبویہ ہیں۔ پس ثابت ہوا کہ حدیثِ نبوی دین میں حجت ہے۔

سورۃ النجم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا یَنۡطِقُ عَنِ الۡهَوٰیo اِنۡ هُوَ اِلَّا وَحۡیٌ یُّوۡحٰیo (آیت نمبر۳،۴)

''اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے تئیں نہیں بولتے بلکہ آپ وہی فرماتے ہیں جو آپ پر وحی بھیجی جاتی ہے۔''

آیت ہذا سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں بھی وحی ہیں۔ لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں دین میں حجت ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَطِیۡعُوا اللّٰهَ وَاَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَاُولِی الۡاَمۡرِ مِنۡکُمۡo

''اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور حاکموں کا جو تم میں سے ہوں۔''

اس آیت کریمہ میں بھی اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کی جارہی ہے۔ پس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حکم بھی دین میں حجت ہے۔

ڈاکٹر علامہ خالد محمود مدظلہم لکھتے ہیں:

''یہاں تین اطاعتیں فرض بتلائی گئی ہیں: (۱) اللہ کی اطاعت (۲) رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت (۳) اولی الامر کی اطاعت۔ مگر لفظ ''اطیعوا'' صرف دوبار لائے۔ الرسول کے لیے لفظ مستقل طور پر وارد ہوا مگر اولی الامر کی اطاعت اسی اطیعوا کے ماتحت رکھی گئی۔ جو الرسول پر داخل تھا۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ اولی الامر کی اطاعت میں تو شرط ہے کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کے خلاف نہ ہو۔ ان کی اطاعت کے تابع ہو لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں یہ شرط نہیں لگائی گئی۔ کیوں کہ اُن کی ہر بات اللہ کے حکم سے ہوگی۔ اُس کے خلاف نہیں ہوسکتی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ہر ادا اور ہر ہر بات پر اللہ کی حفاظت کا پہرہ ہوتا ہے۔'' (''آثار الحدیث''۔ جلد اوّل، ص ۲۹۵)

قرآن کریم کی بہت سی آیات سے حجت حدیث کا ثبوت ملتا ہے اور منصف مزاج کے لیے تو یہ بھی کافی ہیں۔

منکر حدیث غلام احمد پرویز لکھتا ہے:

''احادیث، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال، اعمال کے مجموعے کا نام ہے۔ اگر یہ جزو دین تھیں تو جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کے ایک ایک لفظ کو لکھوایا، زبانی یاد کرایا، لوگوں سے سنا، دہرایا اور ہر طرح سے اطمینان فرمالیا کہ اس کا ایک ایک حرف محفوظ کر دیا گیا ہے۔ احادیث کے متعلق بھی یہی انتظام

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فرمانا چاہیے تھا۔ اس لیے کہ منصبِ رسالت کا یہی تقاضا تھا اور بحیثیتِ رسول حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فریضہ کہ دین کو محفوظ ترین شکل میں امت کے پاس چھوڑ تے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں قرآن کریم کے متعلق اس قدر حزم واحتیاط سے کام لیا۔ احادیث کے متعلق کوئی انتظام نہیں فرمایا۔ برعکس اس کے خود کتبِ احادیث میں یہ روایت بھی موجود ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''مجھ سے قرآن کے علاوہ اور کوئی چیز نہ لکھو، جس نے قرآن کے علاوہ اور کوئی چیز لکھی ہوا سے مٹادے۔'' (مقامِ حدیث، قسم دوم، ص۴، ۵)

آیئے! پرویز کی تحقیق انیق کی حیثیت جان لیجیے:

اولاً: جب پرویز صاحب حدیث کو ظنی اور قیاسی سمجھتے ہیں اور دین میں حجت تسلیم نہیں کرتے تو حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حوالہ کیوں دے رہے ہیں۔ یہ بات انھیں قرآن کریم سے ثابت کرنی چاہیے تھی کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہو...... اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے صحابہ (رضی اللہ عنہم) سے فرما دیجیے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے قرآن کے علاوہ اور کوئی چیز نہ لکھیں۔ لیکن پورے قرآن میں آپ کو یہ بات نہیں ملے گی۔

ثانیاً: ہم چند احادیث مبارکہ درج کرتے ہیں۔ جس سے روایت بالا کی تردید ہوتی ہے۔ ملاحظہ فرمایئے:

(۱) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

نضر الله عبداً سمع مقالتی فحفظها فوعاها و اداها فرب حامل فقه غير فقيه الحديث

''اللہ اُس بندہ کو تروتازہ رکھے (یعنی خوش وخرم)۔ جس نے میری بات سنی اور خوب یاد کر لی اور وہ دوسروں تک پہنچادی۔ سو بسا اوقات ہوسکتا ہے کہ فقہ پر مشتمل حدیث کسی شخص کو یاد ہو مگر وہ فقیہ نہیں۔''

(معرفت علوم الحدیث، ص ۲۶۰، بحوالہ شوق حدیث، ص ۱۱، ۱۲، از حضرت مولانا سرفراز خان صفدر مدظلہ)

اسی طرح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(۲) **حَدِثُوا عَنِّی** ۔ میری حدیثیں دوسروں تک پہنچاؤ۔ (صحیح مسلم، ج ۲، ص ۴۱۴)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

(۳) **لِيُبَلِّغَ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ** . ''جو حاضر ہے وہ غائب تک پہنچادے۔'' (صحیح المسلم)

ایک اور حدیث مبارکہ میں بھی ملاحظہ فرما لیجیے:

(۵) **نَضَرَ اللّٰهُ امْرأً سَمِعَ مِنَّا شَيئاً فَبَلَّغَه' كَمَا سَمِعَه'**

''اللہ اس شخص کو شاداب رکھے۔ جس نے ہم سے کچھ سن کر لوگوں تک اسی طرح پہنچادیا جس طرح سنا تھا۔'' (مشکوٰۃ)

(نمبر ۲، ۳، ۴ کی احادیث کتاب حدیث عہدِ رسالت وعہدِ صحابہ میں ص ۱۲۴ از مفتی محمد رفیع عثمانی مدظلہ سے لی گئی ہیں)

کیا ہم فرقۂ پرویز سے یہ پوچھ سکتے ہیں کہ پرویز صاحب کو یہ احادیث مبارکہ کیوں نظر نہ آئیں۔ ان احادیث کو انھوں نے نظر انداز کیوں کیا؟ اصل بات یہ ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے انکار کے لیے انھوں نے یہ کارنامہ سرانجام دیا۔ (ویسے بھی پرویز کے نزدیک رسول کی حیثیت صرف ڈاکیا کی ہے۔ جس کا کام ڈاک پہنچائی اور بس نعوذباللہ من

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ذالک) حقیقت یہ ہے کہ یہ سب اُن کی ذاتی تحقیق نہیں بلکہ مستشرقین کی تحقیق مع تحریف چرا کر اُن کو الفاظ کا نیا جامہ پہنا کر پیش کر دیا۔ گویا مکھی پہ مکھی ماری ہے۔ ان واضح تصریحات کے بعد بھی کوئی ضدی مزاج شخص اڑا رہے تو اڑا رہے۔ ہم نہیں سمجھتے کہ کوئی عاقل اور منصف مزاج شخص اب بھی راہِ حق سے دور رہے۔ صراطِ مستقیم کی طرف آنے کے لیے یہ کافی ہے۔

پرویز کو حدیث رسول پر بداعتمادی کرنے کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی۔ حالانکہ اسلامی تاریخ کے اکثر و بیشتر مصنفین عجم کے رہنے والے ہیں پھر مسٹر پرویز نے ''مقامِ تواریخ'' کیوں نہیں لکھی۔ ہمارے ناقص ذہن میں اس کی ایک ہی وجہ نظر آتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ جب حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اعتماد اٹھ جائے گا۔ جب عوام حدیثِ نبویہ کو عجمی سازش کا شاخسانہ سمجھنے لگے گی تو پھر پرویز (بزعم خود فکر قرآنی کے علمبردار) قرآن کریم کی من مانی تشریح کر سکیں گے اور انھوں نے کی بھی ہے۔ نماز کا مفہوم بدلا، زکوٰۃ کی شرح میں اضافہ کیا اور مفہوم بدلا۔ اسی طرح دوسرے ارکان ہیں ان جیسوں کے لیے یہ کہنا مناسب ہے:

اٹھا کر پھینک دو باہر گلی میں
کہ نئی تہذیب کے انڈے ہیں گندے

اللہ جل مجدہ تمام فتنوں سے مسلمانوں کی حفاظت فرمائے۔ آمین۔

© rasailojaraid.com